رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

THE ALHAKAM, WEEKLY QADIAN,

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیر ما بانفسہم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم با تو گر آئی بہ چادر قادیاں بینی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

چندہ
والیان ریاست سے ما ر
حکام و امراء سے ۵۰ر
معاونین سے عـہ ر
عوام سے ۵ہ ر
ممالک غیر سے ۱۲ ر

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷ر ۱۴۔۲۱۔۲۸ر تاریخ کو
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
شائع ہوتا ہے

مدیر اعلیٰ: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسؤل: شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۳۷ | ۷ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق ۲۹ رجب ۱۳۵۳ھ یوم چہارشنبہ | نمبر ۴۰

الحکم کے اجراء پر

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہٖ کا اظہار مسرت بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے یہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ آپ پھر الحکم کو جاری کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے اور ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کر دے۔ (آمین ثم آمین)

الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے اور جو موقع خدمت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری زمانہ میں اسے اور بدر کو ملا ہے۔ وہ کروڑوں روپیہ صرف کر کے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حال ہے۔ لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائے ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے

اللھم آمین

خاکسار

مرزا محمود احمد

دار الامان کا ہفتہ

چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا ورود قادیان

جناب چودھری صاحب اپنے سفر ولایت سے ۲۷ر اکتوبر کو بذریعہ کراچی میل لاہور پہونچے۔ جہاں بہت بڑے مجمع نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کو پھولوں سے لاد دیا۔ اسٹیشن کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور لوگ **ظفر اللہ خاں زندہ باد** کے نعرے لگا رہے تھے

۲۸ر اکتوبر کو ۱۱ بجے صبح بذریعہ موٹر آپ یک بیک قادیان تشریف لے آئے اور احباب قادیان کو استقبال کا موقع نہ مل سکا

۱۱ بجے چودھری بشیر احمد صاحب سب جج نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو اطلاع دی کہ چودھری صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت اقدس اسوقت ملاقاتیں فرما رہے تھے۔ حضور نے ملاقاتیں اسی وقت بند کر دیں اور فرمایا کہ چودھری صاحب کو اطلاع دیدی جائے کہ وہ پہلے مسجد مبارک میں نفل پڑھیں پھر مقبرہ بہشتی جائیں پھر مجھے ملیں۔ اور ساتھ ہی حکم دیا کہ کوئی لڑکا عبد الشکور بلوایا جائے۔ جو حضور کی طرف سے چودھری صاحب کے گلے میں ہار ڈالے گا۔ مگر معلوم ہوا کہ عبد الشکور موجود نہیں اسلئے فرمایا **سلیمان** نامی لڑکا بلوایا جائے۔ چنانچہ عزیز محمد سلیمان جو میرا بھتیجا ہے اسے یہ شرف ملا اور اسے محمد سے بلوا لیا گیا

چودھری صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے مکان پر گئے۔ وہاں وضو کیا اور پھر نوافل پڑھے۔ اور مقبرہ بہشتی میں جا کر دعا کی پھر چودھری صاحب حضرت کے حضور حاضر ہو گئے۔ محمد سلیمان نے حضور کی طرف سے پھولوں کا ہار ڈالا۔ دوپہر کا کھانا چودھری صاحب نے حضور کے ساتھ کھایا۔

ظہر کی نماز کے بعد حضرت اقدس تشریف فرما ہوئے چودھری صاحب بھی پاس بیٹھے تھے۔ اسوقت مولوی محمد عثمان صاحب لکھنوی کی نظم ایک نوجوان نے خوش الحانی سے پڑھکر سنائی۔ اور ریشمی کپڑے پر لکھی ہوئی نظم جو فریم میں لگی ہوئی تھی۔ حضور کو پیش کی گئی۔ جو حضور نے اپنے دست مبارک سے چودھری صاحب کو دیدی۔

۶ بجے شام چودھری صاحب واپس لاہور تشریف لے گئے

ولادت

یہ خبر نہایت خوشی کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۳۴ء رات کے پچھلے حصہ میں حضرت میاں عبد اللہ خان صاحب کے مشکوئے معلّٰی میں دختر بلند اختر تولد ہوئی اسلئے اس ولادت سے بھی آل مسیح موعود میں مزید اضافہ ہوا۔ اسلئے یہ ولادت ساری جماعت کے لئے باعث خوشی ہے۔ اس تقریب پر ہم حضرت خلیفۃ المسیح اور حضرت ام المومنین۔ حضرت نواب صاحب. اور محترم والدین اور تمام ممبران خاندان نبوت کو صدق دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو عمر دراز دے۔ اور صحیح معنوں میں مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی بنائے۔ اور تمام زمینی اور آسمانی نعمتوں کی وارث کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کو اس ہفتہ نزلہ اور زکام اور کھانسی کی شکایت رہی اور ایک دو دن بخار بھی رہا۔ جماعت کو بالالتزام حضور کی صحت کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)

انصار الحکم کا اپنا صفحہ

گذارشِ عرفانی

مینے الحکم کی پچھلی اشاعت میں پڑھا۔ کہ بعض خریداروں کے نام الحکم اسلئے بند کر دیا گیا کہ وہ متعدد مرتبہ وی پی واپس کر چکے ہیں۔ میں ان دوستوں اور الحکم کے مربیوں سے عرض کروں گا۔ کہ کیا اسی تعاون پر چاہا جاتا ہے کہ الحکم کی دلچسپی کو بڑھا دیا جائے۔ پہلے بھی الحکم پر کوئی ابتلا آیا تو اسی طبقہ کے لوگوں سے۔ میں نے حیدرآباد کے قیام میں بقایا داروں کو سوائے بعض کے **ساڑھے چھ ہزار** معاف کر دیا تھا۔ مگر اب میں نہیں کر سکتا۔ اگر ان کی عدم توجگی سے الحکم کو نقصان پہونچا تو وہ **قیامت کے دن جوابدہ ہونگے** مربیان الحکم سمجھ سکتے ہیں کہ اس قسم کے نقصان کی تلافی ان کی توجہ خصوصی کر سکتی ہے۔ اسلئے وہ اسکے زندہ رکھنے کے لئے **عطیات** سے مدد کریں۔ خریداروں کی تعداد میں اضافہ کریں اور اپنے **خادم قدیم** کو اطمینان سے کام کرنے کا موقع دیں۔ (خادم عرفانی)

احمدیہ جامع مسجد لیگوس

حکیم فضل الرحمن صاحب مبلغ

لیگوس سے اطلاع دیتے ہیں کہ جامع مسجد لیگوس کے متعلق مخالفین نے مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ پہلے بھی اس قسم کا مقدمہ ہوا تھا۔ اور چیف جسٹس نے فیصلہ ہمارے حق میں کر دیا تھا۔ اور اب اس کی اپیل کی گئی۔ ۲ نومبر سے ۸ نومبر تک اس اپیل کی سماعت ہوگی۔ اگر فیصلہ ہمارے خلاف ہوا تو بہت بڑے نقصان کا اندیشہ ہے۔ اس لئے تمام جماعتیں دردِ دل سے ۸ نومبر تک پورے التزام سے [illegible] خدا تعالیٰ فتح مبین عطا فرمائے۔ آمین

امام جماعت احمدیہ کا لیکچر

حضرت جناب مرزا بشیر الدین

محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ قادیان مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۴ء بروز اتوار بمقام گوجرانوالہ زیرِ اہتمام لٹریری لیگ گوجرانوالہ ایک بصیرت افروز لیکچر فرمائیںگے۔ مضمون لیکچر سے بعد میں اطلاع دیجائیگی۔ امید ہے کہ احمدی حضرات جوق در جوق جلسہ میں شمولیت فرما کر مستفیض ہوں گے داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا۔ (مام لعل تارا پلیڈر)

انجمن اسلامیہ حصہ ضلع روہتک کا ریزولیوشن

انجمن اسلامیہ حصہ ضلع روہتک کے خاص اجلاس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا جو ہمارے پاس برائے اشاعت بھیجا گیا ہے:-

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی تقرری بطور ممبر ایگزیکٹو کونسل وائسرائے ہند پر چوہدری صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کی جاوے۔ اور وائسرائے ہند۔ حضور ملک معظم شہنشاہ ہند اور سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا۔ اور سر فضل حسین صاحب موجودہ ممبر کونسل مذکور کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاوے۔ جنہوں نے کسی نہ کسی شکل میں اس تقرری میں حصہ لیا ہے۔ جو کہ نہایت ہی بہترین انتخاب ہے تجویز ہذا کی نقل حضور ملک معظم و سکرٹری آف اسٹیٹ بوساطت وائسرائے ہند۔ اخبارات سر فضل حسین صاحب کی خدمت میں ارسال کی جاویں۔

محرک:- سید محسن ترمذی ایل ایل ایم آنرز ایڈوکیٹ

موئد:- شیخ نصیب الٰہی صاحب آنریری جنرل سکرٹری

متفقہ طور پر منظور ہوا۔

(سید سردار علی بی اے ایل بی آر گنائزنگ اینڈ پبلسٹی سکرٹری انجمن اسلامیہ حصہ ضلع روہتک)

قبول احمدیت

از جناب اللہ بخش صاحب تسنیم

جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم نے اپنے قبول احمدیت کے اسباب نظم میں ارسال فرمائے ہیں۔ جو شکریہ کے ساتھ درج اخبار کئے جاتے ہیں (ایڈیٹر)

پھرا یا کی زمانے میں تمنائے سکوں برسوں
کبھی رندوں کی صحبت میں شریک نوشا نوشی تھا

دوائے درد ڈھونڈھی بزم میں جا کر طبیبوں کی
کبھی بزم سخن میں شاعرانہ رنگ میں پہونچا

بہم آویختہ عقل و خرد کے مدعی دیکھے!
کبھی ملاؤں سے جا کر نفاق انگیزیاں سیکھیں

تو نیکے نام پر کٹتے ہوئے انساں نظر آئے
غرض ہر رنگ میں دنیائے دوں کو آزما دیکھا

نہ رنگ اخلاص کا دنیا کے پہلو میں نظر آیا
پریشاں تھا میں اپنی زندگی کی ہیچ کاری پر

کسی نے مہدی موعود کا پیغام پہونچایا
ہوئی خلد آفریں روح حزیں فرخندہ حالی سے

رہا غافل و بصیرت پر جہالت کا فسوں برسوں
کبھی مرتاض جگر دریئے تقوی فروشی تھا

بنا عاشق اٹھائیں سختیاں ظالم رقیبوں کی
لئے ہاتھوں میں شمشیر قلم ہر جنگ میں پہونچا

جنوں نا آشنا مجنوں نما انساں کبھی دیکھے
کیا بدنام مذہب کو شرارت خیزیاں سیکھیں

بہر سو کار فرما حضرت شیطاں نظر آئے
بشر کو بندۂ شیطاں، خدا نا آشنا دیکھا

یہ منظر دیکھ کر میرا دل مایوس بھر آیا
کہ اتنے میں کہیں سے موجۂ باد بہاری پر

دل کافر کو آخر مژدہ اسلام پہونچایا
ملا اذن شگفتہ خاطری دربار عالی سے

کرن داخل ہوئی ایمان کی تاریک سینے میں
مزا ملنے لگا فردوس کا تسنیم جینے میں

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

حضرت منشی عبد الرحمٰن صاحب کی روایات

حضرت منشی عبد الرحمان صاحب قصبہ سرآوہ ضلع میرٹھ کے اصل باشندے ہیں۔ لیکن ان کا کپورتھلہ سے تعلق بہت دیرینہ ہے۔ آپ پچاس سال تک ریاست کپورتھلہ میں ملازم رہے۔ اب بیس سال سے پنشن لے رہے ہیں سابقون الاولون میں سے ہیں **نوے سال** سے زائد آپ کی عمر ہے۔ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں۔ چل پھر بھی نہیں سکتے۔ مگر اب تک خدا کے فضل سے حافظہ درست ہے۔ کپورتھلہ اور سرآوہ کا مکان فروخت کر کے قادیان میں اپنا مکان بنایا ہوا ہے۔ آپ کو بیعت کی طرف توجہ براہین احمدیہ پڑھ کر ہوئی۔ براہین میں جب آپنے بیشمار الہامات کو پایا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ بہت سے الہامات پورے ہو چکے ہیں۔ تو آپ کو حضور کی بزرگی کا یقین ہو گیا۔ تب آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک ولی جان کر زیارت کرنی چاہی۔ اس قصبہ سے قادیان حاضر ہوئے کپورتھلہ کے بعض اور دوست بھی ساتھ تھے۔ حضرت اقدس کو دیکھ کر اور بھی ایمان بڑھا اور آپنے درخواست کی کہ حضور ہماری بیعت منظور فرما کر اپنی جماعت میں داخل فرمائیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ:—

"ہمکو بیعت کا حکم نہیں ہے۔ اور بیعت میں داخل ہونا بہت مشکل ہے"

اس کے کچھ عرصہ بعد حضور نے لدھیانہ سے اپنے بیعت لئے جانے کا اعلان فرما دیا۔ اس میں حضور نے یہ شرط لگا دی تھی .... جو بیعت کرنی چاہے۔ وہ استخارہ کرکے اور دعا مانگ کر بیعت کے لئے آئے اس اعلان کے مطابق منشی صاحب اور دیگر احباب کپورتھلہ نے استخارہ مسنونہ کیا۔ منشی صاحب فرماتے ہیں کہ ان کو اسی رات **خواب** میں ایک آواز سنائی دی کہ

"اے عبد الرحمان آ"

چنانچہ اسی دن صبح ہونے پر منشی صاحب لدھیانہ روانہ ہو گئے۔ وہاں پر اسوقت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور بہت سے علماء پنجاب و ہندوستان موجود تھے اور بیعت شروع تھی۔ منشی صاحب بھی بیعت کر کے سلسلہ حقہ میں شامل ہو گئے۔ منشی صاحب سے حضرت اقدس نے فرمایا کہ

"تم دو سو مرتبہ درود شریف جو نمازمیں پڑھتے ہیں روزمرہ پڑھا کرنا"

منشی صاحب کا آج تک اس عمل ہے۔ آپنے حضور کی صحبت سے حصہ لیا اور سینکڑوں معجزات اپنی آنکھ سے دیکھے۔ احباب منشی صاحب کی صحت عافیت کے لئے دعا فرمائیں کہ ایسے پاک لوگ ابھی اور دنیا میں رہیں۔ اور دنیا کو اپنے منہ سے اس نور کے متعلق بتلا سکیں (ایڈیٹر)

(۱) حضرت مسیح موعود بغیر سوال پوچھنے کے جواب دیا کرتے تھے

فرمایا:— میں اکثر قادیان میں حاضر ہوتا رہتا تھا اور جہاں حضور تشریف لے جاتے تھے وہاں بھی حاضر ہوا کرتا تھا اکثر اوقات میں قابل دریافت مسائل نوٹ کر کے حاضر ہوتا کہ یہ مسائل حضور سے پوچھوں گا لیکن مجھے جرأت نہ ہوتی تھی۔ مگر حضور خود بخود ان کا جواب دیدیا کرتے تھے

ایکدفعہ مینے کتاب "مالا بدہ" کے آخر میں ایک بات لکھی ہوئی دیکھی کہ جس نے نور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حاصل کرنا ہو۔ وہ بزرگوں کے سینے سے لے۔ منشی صاحب کہتے ہیں کہ میں اس بات کو نہ سمجھ سکا مینے عزم کیا کہ یہ بات ضرور پوچھوں گا۔ حضور ان دنوں لدھیانہ میں مقیم تھے۔ میں وہاں حاضر ہوا۔ چار روز مقیم رہا مگر مجھے جرأت نہ ہوئی۔ اور نہ جواب ملا پانچویں دن جب رخصت ہونے لگا تو حضور نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ:—

اور تو کچھ نہیں اتقا ہی تو ہے

یہ سُنکر مجھے از حد مسرت اور خوشی ہوئی۔ کہ مجھے جواب مل گیا۔

(۲) ایک بچی کے منہ سے آپکی صداقت کا اظہار

فرمایا:— ایک دفعہ حضور کپورتھلہ تشریف لے گئے پندرہ روز قیام فرمایا۔ ایکدن جبکہ حضور ہوا خوری کو تشریف لیگئے خدام کا ایک گروہ اور حضرت منشی روڑے خان صاحب ساتھ تھے۔ ان کی نواسی جس کی عمر چار پانچ سال کی تھی۔ وہ بھی منشی صاحب کی انگلی کے ساتھ چلرہی تھی۔ اس نے حضرت مسیح موعود کی طرف انگلی اٹھا کر کہا کہ:—

"عیسیٰ تریا جاندا"—"عیسیٰ تریا جاندا"

اور یہ کئی دفعہ کہا۔ تمام حاضرین حیران اور متعجب تھے کہ اتنی چھوٹی بچی کو یہ کیا خبر ہے کہ عیسیٰؑ اور موسیٰؑ کون ہیں۔

(۳) ایک دشمن کے منہ سے اقرار

کپورتھلہ میں ایک سنار حضرت منشی روڑے خان صاحب کے گھر کے پاس

رہا کرتا تھا - وہ غیر احمدی اور سلسلہ کا مخالف تھا اور مخالفت کی باتیں کرتا رہتا تھا - اسکو دماغی عارضہ تھا - اور وہ اس کی وجہ سے بے ہوش ہو جایا کرتا تھا اور حالت بے ہوشی میں کہتا تھا کہ

منشی روڑے کا پیر سچا ہے

مگر ہوش میں آکر پھر مخالفت کرتا تھا

(۴)

ایک انگریز حضور کی تقریر سے بیحد متاثر ہوا

فرمایا:- حضور کپورتھلہ سے جالندھر تشریف لے گئے - اور بارہ تیرہ روز وہاں مقیم رہے - جالندھر میں مخالفت کا بڑا زور تھا - بعض لوگوں نے سپرنٹنڈنٹ پولیس سے جو انگریز تھا شکایت کی کہ ایک شخص قادیان سے آیا ہوا ہے - وہ کہتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں - اس کے قیام سے یہاں فساد کا اندیشہ ہے - آپ اسے حکم دیں - وہ یہاں سے چلا جائے اس شکایت کی بنا پر وہ انگریز افسر علی الصباح حضور کی قیام گاہ پر آیا - بہت سے مخلص جمع تھے - حضور نے اس کے واسطے کرسی منگائی اور دوسری کرسی پر خود تشریف فرما ہو گئے - انگریز افسر نے پوچھا کہ آپ یہاں کیسے آئے ہیں - حضور علیہ السلام نے ایک لمبی تقریر فرمائی جسے وہ خاموش سنتا رہا - اور اسقدر متاثر ہوا کہ بار بار اس کے منہ سے سبحان اللہ - سبحان اللہ نکلتا تھا - حضور کی تقریر کے بعد اس نے کہا کہ جبتک آپ کی مرضی ہو قیام فرمائیں - کوئی شخص آپ سے فساد کرنے نہیں پائے گا - یہ کہہ کر اور سلام کر کے واپس چلا گیا -

(۵)

ایک رئیس زادے کا انجام

حضور کا ایک الہام انی مھین من اراد اھانتک ہے - فرمایا اس الہام کی سچائی اور ظہور کے ہمنے بہت سے نظارے دیکھے جن میں سے چند یہ ہیں:-

کپورتھلہ کے ایک رئیس کے لڑکے نے حضور کے خلاف ایک مضمون اخبار عام میں چھپوایا - وہ مضمون سخت ہتک آمیز تھا - اسی روز رات کو اسکو یہ سزا ملی کہ وہ کسی کے مکان پر گیا - وہاں کسی بات پر کسی شخص نے اسے **جوتیوں سے مارا** اور اسقدر مارا کہ اس کے کپڑے تک پھٹ گئے -

(۶)

سلطانپور کا امام طاعون سے ہلاک ہوا

شہر سلطانپور ریاست کپورتھلہ کا ایک امام مسجد تھا - اور وہ وہاں کا قاضی بھی تھا - ابتدائے طاعون میں اس نے خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بد زبانی کی اور برائی سے یاد کیا - اور یہ بھی کہا کہ "اے لوگو! تم نمازیں پڑھتے رہو - اور دعائیں مانگتے رہو کوئی طاعون نہیں آتی" اسی روز جب وہ اپنے گھر پہنچا تو اسے طاعون ہو گئی ---- اور **جلد مر گیا** - اس کے گھر کے گیارہ افراد تھے - جب کوئی اس جگہ امام مقرر ہوتا - وہ بھی اسی بیماری سے مر جاتا -

(۷)

آپکی مخالفت نے بیدین کر دیا

ایک سید صاحب بڑے رئیس تھے - حضرت صاحب کی نسبت بہت برے کلمات استعمال کیا کرتے تھے - اور آپ کو جھوٹا سمجھتے تھے - بڑے نمازی اور شب بیدار تھے اپنی موت سے تھوڑا عرصہ پہلے مجھے ملے - انھوں نے کہا کہ **ہمنے تو نماز بالکل چھوڑ دی ہے** اسی حالت میں ان کی موت ہو گئی -

(۸)

اسیطرح ایک منشی بھی سخت مخالف تھا - بڑا نمازی اور تہجد گذار تھا - مگر اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ بیدین ہو گیا - اور مرنے کیوقت ہندوانہ کلمات اس کے منہ سے نکلتے تھے - اور جب اس کا جنازہ لے کر چلے تو راستہ میں کسیطرح اس کا جنازہ اُلٹ گیا - اور اسکی نعش زمین پر گر پڑی - پھر دوبارہ چارپائی پر ڈال کر لے گئے - اور دفن کیا -

(۹)

ایک مولوی کا انجام

ہندوستان میں ایک مولوی صاحب سخت مخالف تھے - جمعہ پڑھاتے تھے اور درس بھی دیا کرتے تھے - خدا تعالیٰ نے اُن کو مخالفت کی وجہ سے ایک ایسے عذاب میں مبتلا کیا کہ وہ خود کہتے تھے کہ میں خسر الدنیا والاخرہ ہو گیا ہوں -

اُنھوں نے ایک ہزار روپیہ ایک ہندو سے سودی لیا ایک مسلمان تحصیلدار نے انھیں روکا اور کہا کہ مولوی صاحب تم تو خود وعظ کیا کرتے تھے - اب کیا ہوا - مگر وہ نہ مانا آخر اس نے درس دینا بھی چھوڑ دیا - اور نماز پڑھانی بھی - اسی حالت میں مر گیا -

فرمایا:-

اسیطرح بہت سے مکفرین اور معاندین کا انجام دیکھا - مگر

کسی معاند و مکفر کا انجام اچھا نہ ہوا -!

(۱۰)

سید احمد صاحب بریلوی کے خلیفہ کی شہادت

مدت کی بات ہے - میں اپنے وطن گیا ہوا تھا جب میں شہر میرٹھ میں واپس آیا تو میں نے سنا کہ سید احمد صاحب بریلوی کے خلیفہ جو بہت بڑی عمر کے ہیں چھاؤنی میرٹھ میں تشریف لائے ہوئے ہیں - میں یکہ پر سوار ہو کر ان کے پاس حاضر ہوا - دیکھا تو ایک بڑی عمر کے آدمی ہیں - سو سال سے بھی زیادہ عمر ہے - ایک رئیس کے مکان پر ٹھیرے ہوئے ہیں - بدن بہت فربہ تھا - ان کی چارپائی کے پاس ایک چوکی نماز کے لئے بچھی ہوئی تھی - میں سلام علیکم کر کے بیٹھ گیا - ان کے پاس مقدمات میں دعا کرانے والے لوگ آتے تھے - انھوں نے مجھے بھی ایسا خیال کیا اور پوچھا کہ کیا کوئی مقدمہ ہے؟ میں نے کہا کہ میرا تو کوئی مقدمہ نہیں آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہوں - وہ اس سے بہت خوش ہوئے - اور کئی دفعہ فرمایا کہ بہت اچھا کیا - پھر میں نے پوچھا کہ اس چودھویں صدی کا بھی کوئی مجدد ہے؟ فرمانے لگے **ہاں ہے** اور **تم کو معلوم ہو جائے گا** - پھر اور باتیں کرتے رہے - میں سلام کر کے واپس آگیا -

فرمایا اسطرح اُنھوں نے حضرت مسیح موعود کی تصدیق کی اور جسطرح اُنھوں نے کہا تھا مجھے حضور کی بیعت کا شرف حاصل ہو گیا الحمد للہ علیٰ ذالک

(۱۱)

حضرت کے اخلاق کریمہ کا ایک واقعہ

فرمایا کہ:- ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لدھیانہ میں قیام پذیر تھے - آپنے منشی روڑے خان صاحب رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کسی جگہ سے انار منگواؤ - اُنھوں نے امرتسر سے بہت سے انار منگوا لئے - جس انار کو دیکھا تو وہی ترش پایا گیا حتی کہ سب انار ترش نکلے - منشی روڑے خان صاحب رض کو اس کا افسوس ہوا - حضور نے فرمایا کہ **اس کا کچھ مضائقہ نہیں** اور چھ سات روپے دیکر فرمایا کہ ان کی مصری منگا کر ان اناروں کا شربت بنا کر بوتلوں میں رکھو

گرمی کا موسم ہے جو یہاں آئے اسکو دیا جایا کرے

(۱۲)

حضور کی بصیرت کا ایک واقعہ

کپورتھلہ میں ایک مولوی اور ایک رئیس نے عرض کیا کہ ہمکو بیعت میں شامل کر لیا جائے - مگر حضور نے منظور نہ فرمایا - اور ان کو

بیعت میں داخل نہ کیا۔ جب کفر نامہ چھپا تو دیکھا گیا کہ اس پر اس مولوی کی بھی مہر لگی ہوئی ہے۔ اور وہ ہمیں بھی پھر مخالف ہو گیا۔ اسطرح خدا تعالیٰ نے ان کا نفاق آپ پر ظاہر فرما دیا۔

(۱۳)

ایک مرتد کا انجام

ایک احمدی کپورتھلہ میں مرتد ہو گیا۔ اپنے زمانہ احمدیت میں وہ بڑا نمازی اور تہجد گزار تھا۔ مگر مرتد ہو کر اس نے سب کچھ چھوڑ دیا۔ اور ایک خاکروب کو اپنا استاد بنالیا۔ اور اس سے ستار سیکھنے لگا۔ وہ خود بھی کہا کرتا تھا کہ یہ مرتد ہونے کے سبب سے ہوا ہے اور اسی حالت میں وہ مر گیا۔

(۱۴)

تھوڑا کھانا بہتوں کیلئے کافی ہو گیا

فرمایا حضور کے زمانہ میں ہر قسم کی برکت تھی۔ ایک وقت کا ذکر ہے تین سو کے قریب مہمان آئے ہوئے تھے۔ مہتمم لنگر خانہ [illegible] گوشت روٹی اور پلاؤ تو پکوایا جائے گا۔ اگر حضور فرمائیں تو میٹھے چاول بھی پکوا لیئے جائیں۔ مگر چاول اسوقت تین سیر موجود ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ

جس قدر ہوں ضرور پکوا لو

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان تین سیر چاولوں میں اسقدر برکت دی کہ سب کو پہنچ گئے۔

(۱۵)

ایک اور واقعہ

فرمایا:۔ مقدمہ کرم الدین میں جب حضور گورداسپور تشریف لے جاتے۔ تو بہت سے احباب ہر طرف سے آئے تھے۔ باورچی نے میرے پاس بیان کیا۔ کہ میں سات سیر گوشت لاتا ہوں۔ اگر دو سو آدمی بھی ہوں تو سب کو ہی پہنچ جاتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ یہ عجیب خدا کی قدرت ہے۔

(۱۶)

حضور کی برکت سے ایک بچہ موت کے منہ سے بچ گیا

ایکدفعہ جبکہ حضور کپورتھلہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور حضرت محمد خانصاحب رضی اللہ عنہ کے مکان پر قیام پذیر تھے۔ میرا نواسہ حافظ محمود الحق تقریباً ڈیڑھ سال کا۔ وہ مکان کی اوپر کی سیڑھی سے گرا اور لڑھکتا ہوا نیچے تک آ گیا۔ حضور سے کسی نے عرض کر دیا کہ بچہ گر گیا۔ حضور نے فرمایا:۔

اسکے چوٹ نہیں لگی ہے اس کو اٹھا لو

دیکھا تو اسے مطلق تکلیف نہیں ہوئی تھی۔ اور نہ کسی جگہ چوٹ لگی تھی۔

(۱۷)

حضور کی دعا سے دشمن دوست بن گیا

فرمایا:۔ کہ جب میرے لڑکے عبدالسمیع کی پہلی بیوی فوت ہو گئی تو دوسرا رشتہ لڑکی میں اپنی برادری میں کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ وہاں انچارج شفا خانہ تھے۔ آپنے نکاح پڑھایا۔ مگر نکاح کے بعد بڑا جھگڑا ہو گیا۔ اور لوگوں نے ان کو بہت اکسایا کہ یہ تو کافر ہیں نکاح جائز نہیں اسلئے رخصتانہ نہ ہو سکا اور واپس چلے آئے۔ پھر ایک اور جگہ رشتہ اپنے وطن میں کیا۔ رشتہ تو لڑکی کے باپ نے کر دیا مگر نکاح نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ اس کی سب برادری اس سے ناراض ہو گئی تھی۔ تب میں نے حضور علیہ السلام کو سب حال لکھ کر بھیجا۔ حضور نے جواب بھیجا کہ:۔

ہم نے دعا کی ہے

حضور کے خط آنے کے ایک ہفتہ بعد لڑکی کے باپ کا خط آیا کہ آؤ نکاح کر لو۔ تب ہم گئے اور بفضل خدا نکاح ہو گیا اور کسی قسم کا نقض امن نہ ہوا۔

(۱۸)

حضور کی دعا سے کئی ملزم بری ہو گئے

فرمایا:۔ سراوہ کے قریب ایک گاؤں ہے۔ وہاں ایک مقدمہ ہوا۔ لوگوں نے پولیس کے سپاہیوں کو زدوکوب کیا۔ کیونکہ اول سپاہیوں نے ان کو مارا تھا۔ عدالت نے ملزموں کو تین تین سال کی سزا دی۔ میرا داماد فضل حق احمدی اس گاؤں کا مختار تھا۔ اس نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں خط روانہ کیا۔ اور تمام حال لکھدیا اور عرض کی کہ حضور اپیل کی جائیگی دعا فرمائیں۔ حضور کی طرف سے جواب آیا کہ

"جس روز تمہارا مقدمہ پیش ہوا اسوقت ایک شخص مسجد میں نفل پڑھ کے جس طرف حاکم بیٹھا ہوا ہو اس طرف منہ کر کے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتا رہے اور جب تک مقدمہ پیش رہے۔ وہ برابر پڑھتا رہے"

اپیل کے لئے میرے داماد نے جس وکیل سے گفتگو کی وہ یہی کہہ دیتا تھا کہ اپیل کی گنجائش نہیں۔ وہاں ایک انگریز بھی وکیل تھا۔ آخر اس کے پاس گئے اس نے بھی وہی جواب دیا۔ مگر اسے کہا گیا کہ آپ اپیل دائر کر دیں اور محنتانہ لے لیں۔ خواہ گنجائش ہو یا نہ ہو۔ جب اپیل دائر ہوئی تو تاریخ مقررہ پر حضرت کے ارشاد کے ماتحت ایک آدمی مسجد میں بٹھا دیا گیا جو نفل اور بسم اللہ پڑھتا رہا۔ حضور کی دعا کی برکت سے حاکم نے مقدمہ نہایت توجہ سے سُنا۔ اور ملزموں کو بری کر دیا۔ اور قید سے آزاد کر دیا وہ انگریز وکیل بھی بہت حیران ہوا۔ اور کچہری سے باہر آ کر اس نے اہل مقدمہ کو بلایا اور بلند آواز سے کہا کہ **اے لوگو! یہ فیصلہ انسانی نہیں ہے یہ خدائی فیصلہ ہے**۔ تمام وکلاء اس فیصلہ کو سن کر حیران ہو گئے۔

(۱۹)

کپورتھلہ کی مسجد کا فیصلہ حضور کی سچائی کی دلیل ہے

کپورتھلہ کی مسجد ہمسے غیر احمدیوں نے نکال دیا اور اپنا قبضہ کر لیا۔ وہ بہت لوگ تھے۔ حکام بھی ان کے ساتھ تھے کئی دفعہ مقدمہ عدم پیروی میں خارج کر دیا گیا۔ مگر ہم پھر دائر کر دیتے تھے۔ حضور لدھیانہ میں قیام فرما تھے حضور سے وہاں دعا کے لئے عرض کی گئی حضور نے فرمایا کہ:۔

دعا کی ضرورت نہیں۔ اگر ہمارا سلسلہ سچا ہے تو یہ مسجد تم کو ضرور ملے گی۔

حاکم وقت نے بہت عرصہ کے بعد یہ مقدمہ غیر احمدیوں کے حق میں کر دیا اور کہا کہ ہم کل حکم سُنا دینگے۔ اسوقت کپورتھلہ میں دستور تھا کہ ہر ایک حاکم مثل کے کاغذات کا لستہ اپنے مکان پر بھجوا دیا کرتا تھا۔ اسکے ملازم کا بیان ہے کہ وہ دو بجے نیند سے بیدار ہوا۔ اور مجھے کہا کہ لستہ لاؤ۔ اس نے مسجد کی مسل نکالی اور اس کے آخری دو ورق چاک کر دیئے اور دیا حکم لکھا۔ جس میں فیصلہ احمدیوں کے حق میں کر دیا اور یہ لکھا کہ غیر احمدیوں کو مسجد میں اذان دینے اور جماعت کرانے کا حق نہیں ہے اگر نماز جماعت سے پڑھنی ہو تو احمدیوں کے پیچھے پڑھیں۔ اس مقدمہ کے حکم کو جب کوئی دیکھتا تو بڑا تعجب کرتا کہ پہلے دو ورق غیر احمدیوں کی تائید کرتے ہیں اور آخری احمدیوں کے حق میں ہیں۔ پھر اس کا اپیل ایک جج کے ہاں ہوا۔ جو لاہور کے رہنے والے تھے۔ ان کا لاہور کا مکان ایک غیر احمدی نے بنوایا تھا اس نے کہا کہ تین سال تک میں نے ان کی خدمت کی ہے میں ان سے کہہ کر غیر احمدیوں کی اپیل منظور کرا لوں گا۔ مگر اس جج نے کہا کہ اگر مرزا صاحب مسلمانوں میں اور دیانند ہندوؤں میں پیدا نہ ہوتے تو دونوں مذہب گم ہو چکے تھے۔ کون کہتا ہے کہ مرزا صاحب مسلمان نہ تھے اخیر لکھا کہ **اپیل نامنظور۔ فیصلہ عدالت ماتحت بحال رہے**۔ پھر کونسل میں اس کا اپیل غیر احمدیوں نے دائر کیا۔ وہاں سے بھی یہ مقدمہ احمدیوں کے حق میں فیصلہ ہوا اور چونکہ آگے کوئی جگہ نہ تھی اسلئے مسجد ہمکو مل گئی۔ اور اسطرح یہ مسجد صداقت سلسلہ اور صداقت حضور علیہ السلام پر ایک ایک کھلی اور ابدی دلیل ہو گئی الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۲۰)

ملازم آدمی کو تجارت نہیں کرنی چاہیئے

فرمایا:۔ میں ملازمت کی حالت میں کچھ غلہ فروخت کیلئے فصل پر خرید لیا کرتا تھا اور جب گراں ہو جاتا تو فروخت کر دیتا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ ناجائز ہے۔ میںنے کہا کہ میں تمام شہر کا غلہ تو نہیں خریدتا۔ پھر میں نے حضرت اقدس کو لکھا۔ تو حضور کا جواب آیا کہ:۔

"خرید و فروخت میں شریعت کا کوئی اعتراض نہیں مگر تقویٰ کا اعتراض ہے"

تب میں نے یہ تجارت بند کر دی۔

(۲۱)

حضور کا اپنے دعوے کی سچائی پر ایمان

فرمایا:۔ جبکہ حضور کپورتھلہ تشریف لائے تو ان ہی ایام میں مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کا انتقال ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔

اب تو ہمارے سچے ہونے کا حال معلوم ہو گیا ہوگا

(۲۲)

شہتوت کا مصلح اسکا ڈنٹھل ہے

فرمایا کہ ایکدفعہ حضور علیہ السلام باغ میں تشریف لے گئے آپکے ہمراہ خدام بھی تھے۔ ایک شہتوت کے درخت کے نیچے شہتوت گرے پڑے تھے۔ لوگ وہ شہتوت کھانے لگے اور اس کے ڈنٹھل پھینکتے جاتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اسکو نہ توڑو اسکے ساتھ کھاؤ کہ اس میں اصلاح ہے

(۲۳)

مرنیکے بعد نئے دوست

فرمایا:۔ حضرت محمد خان صاحب رضی اللہ عنہ وفات کے بعد خواب میں نظر آئے انھوں نے کہا کہ میں تو رات دن جلسوں میں رہتا ہوں اور مجھ کو فرصت نہیں ہوتی۔ یہ خواب جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی گئی تو حضور نے فرمایا کہ:۔

"ہاں مرنیکے بعد ایسے دوست ملجاتے ہیں کہ آدمی یہاں (دنیا) کے دوستوں کو بھول جاتا ہے"

(۲۴)

زیادتی عمر کی بشارت

فرمایا:۔ مجھے ایک دفعہ حضور خواب میں نظر آئے اور فرمانے لگے **"پلیٹ فارم پر سونا نہیں چاہیئے"**

بیدار ہونے پر مجھے خیال ہوا کہ پلیٹ فارم پر تو وہ سوتے ہیں جو گاڑی کا ٹکٹ لے لیتے ہیں۔ میںنے سمجھا کہ اب میری عمر کا آخری وقت آگیا ہے۔ دو تین روز کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ابھی گاڑی آنے میں دیر ہے۔ اسلئے معلوم ہوا کہ ابھی کچھ عمر باقی ہے۔

(۲۵)

حضور کی قوت تصنیف و زود نویسی!

فرمایا:۔ دہلی میں جبکہ مولوی بشیر سے مباحثہ ہو رہا تھا۔ تو حضور علیہ السلام مکان کی اوپر کی منزل میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ اور مولوی بشیر اور ہم سب لوگ نیچے کی منزل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مباحثہ شروع ہوا۔ تو حضور علیہ السلام نے دو ورق لکھے ہوئے بھیجے اور فرمایا کہ

ان کو نقل کر لو۔ اور نقل کرنے بعد مولوی بشیر صاحب کو دے دو۔

ایک غیر احمدی ایڈیٹر اخبار جو دہلی ہی کا رہنے والا تھا ہمارے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بڑا زود نویس تھا ایک ورق اس نے نقل کرنا شروع کیا۔ دوسرا ورق ہمارے کسی بھائی نے۔ وہ ابھی اپنا اپنا ورق نقل کرنے بھی نہ پائے تھے کہ حضور نے

۲ دو ورق اور بھیجدیئے

تو وہ ایڈیٹر بڑا حیران ہوا اور اسے خیال گذرا کہ شاید پہلے سے یہ اوراق لکھے ہوئے ہیں۔ مگر جب اس نے تازہ روشنائی دیکھی جو ابھی خشک بھی نہیں ہوئی تھی۔ تو وہ حیران ہوا۔ اور تعجب سے کہا کہ ابھی ہم ایک ورق لکھنے بھی نہ پائے تھے کہ

حضور نے دو ورق تصنیف بھی کئے اور لکھ بھی لئے۔

(۲۶)

ابتداء میں حضور خود ہی نماز پڑھاتے تھے

فرمایا ابتدا میں لوگ کم آتے تھے۔ تو حضور علیہ السلام خود ہی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ سب سے پہلے یہاں کپورتھلہ کی جماعت آنے لگی۔ جب لوگ ادھر ادھر سے آنے لگے تو آپنے نماز پڑھانی چھوڑ دی۔ اور کسی نہ کسی کو فرمادیتے وہ نماز پڑھا دیا کرتا تھا۔

(۲۷)

کپورتھلہ قادیان کا محلہ

فرمایا:۔ جب طاعون شروع ہوئی تو جماعت کپورتھلہ نے بذریعہ خط عرض کیا کہ اگر حضور اجازت دیں تو ہم قادیان آجائیں۔ حضور نے تحریر فرمایا:۔

"نہیں تم اسی جگہ رہو۔ اور کپورتھلہ کو قادیان کا محلہ تصور کرو"

(۲۸)

کپورتھلہ کی جماعت سے وعدہ

فرمایا:۔ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کپورتھلہ کی جماعت کو یہ بھی لکھ کر بھیجا تھا کہ:۔

"کپورتھلہ کی جماعت اس [illegible] میرے ساتھ ہے۔ اور آخرت میں بھی ہمارے ساتھ ہوگی"

فرمایا:۔ کہ افسوس وہ تحریر ایک شیشہ گرنے گم کر دی جبکہ اسے شیشے میں لگانے کے لئے دی تھی۔

(۲۹)

اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی بے ادبی منسوب ہوتی سُن نہ سکتے تھے

فرمایا:۔ حضرت چودھری رستم علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص اور پیارے خدام میں سے تھے۔ ان کا جوان لڑکا بیمار تھا۔ وہ اس کو لے کر قادیان آگئے۔ وہ حضور علیہ السلام کے مکان میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ ایکدن اس لڑکے کی حالت بہت نازک ہو گئی۔ حضور علیہ السلام بار بار تشریف لاتے اور دیکھ جاتے۔ تمام رات آپ نہ سو سکے۔ صبح کو وہ لڑکا فوت ہو گیا۔ اس کی ماں بہت روئی اور اسکے منہ سے نکل گیا کہ اے خدا تو نے مجھ پر بڑا ظلم کیا۔ یہ آواز حضور نے سن لی۔ حضور کو سخت رنج ہوا فرمایا:

"اُن سب کو میرے مکان سے نکال دو اس نے خدا کی نسبت بہت سخت لفظ کہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اسکی وجہ سے خدا کا کوئی قہر نازل ہو"

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سلسلہ کے لئے دیکھیئے اخبار الحکم ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء

اب اگر یہ سوال ہو کہ پھر اس درجہ کے حصول کے لئے کیا کیا جائے۔ اور قرآن کریم نے اس درجہ پر پہنچنے کا کیا ذریعہ بتایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کے لئے دو باتیں بطور اصول کے رکھی ہیں۔ اول یہ کہ دعا کرو۔ یہ سچی بات ہے۔ خلق الانسان ضعیفا۔ انسان کمزور مخلوق ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بدوں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس کا وجود اور اس کی پرورش اور بقا کے سامان سب کے سب اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہیں۔ احمق ہے وہ انسان جو اپنی عقل و دانش اور اپنے مال و دولت پر ناز کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے۔ وہ کہاں سے لایا۔ اور دعا کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنے ضعف اور کمزوری کا پورا خیال اور تصور کرے۔ جوں جوں وہ اپنی کمزوری پر غور کرے گا اسیقدر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائے گا۔ اور اسطرح پر دعا کے لئے اس کے اندر ایک جوش پیدا ہوگا۔ جیسے انسان جب مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور دکھ اور تنگی محسوس کرتا ہے۔ تو بڑے زور کے ساتھ پکارتا چلاتا ہے۔ اور دوسروں سے مدد مانگتا ہے۔ اسی طرح وہ اپنی کمزوریوں اور لغزشوں پر غور کرے گا۔ اور اپنے آپ کو ہر آن اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائے گا۔ تو اس کی روح پورے جوش اور درد سے بیقرار ہو کر آستانہ الوہیت پر گرتی اور چلاتی ہے اور یا رب یا رب کہہ کر پکارتی ہے۔ غور سے قرآن کریم کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ پہلی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے دعا کی تعلیم دی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

دعا تب ہی جامع ہو سکتی ہے کہ وہ تمام منافع اور مفاد کو اپنے اندر رکھتی ہو۔ اور تمام نقصانوں اور مضرتوں سے بچاتی ہو۔ پس اس دعا میں تمام بہترین منافع جو ہو سکتے ہیں اور ممکن ہیں وہ اس عالم میں مطلوب ہیں اور بڑی سے بڑی نقصان رساں چیز جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اس سے بچنے کی دعا ہے

میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ منعم علیہ چار قسم کے لوگ ہیں
اول نبی دوم صدیق۔ سوم شہید
چہارم صالحین

پس اس دعا میں گویا ان چاروں گروہوں کے کمالات کی طلب ہے۔ نبیوں کا عظیم الشان کمال یہ ہے کہ وہ خدا سے خبریں پاتے ہیں چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے لا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول الایۃ۔ یعنی خدا تعالیٰ کے غیب کی باتیں کسی دوسرے پر ظاہر نہیں ہوتیں۔ ہاں اپنے نبیوں میں سے جس کو پسند کرے۔ جو لوگ نبوت کے کمالات سے حصہ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو قبل از وقت آنیوالے واقعات کی اطلاع دیتا ہے۔ اور یہ بہت بڑا عظیم الشان نشان خدا کے مامور اور مرسلوں کا ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی معجزہ نہیں۔ پیشگوئی بہت بڑا معجزہ ہے۔ تمام کتب سابقہ اور قرآن کریم سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ پیشگوئی سے بڑھ کر کوئی نشان نہیں ہوتا۔ نادان اور بد اندیش مخالفوں نے اس علم پر کبھی غور نہیں کی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر اعتراض کیا ہے۔ مگر افسوس ہے ان آنکھ بند کر کے اعتراض کرنے والوں کو یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ جس قدر معجزات ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے ہیں۔ دنیا میں کل نبیوں کے معجزات کو بھی اگر مقابلہ میں رکھیں۔ تو میں ایمان سے کہتا ہوں کہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات بڑھ کر ثابت ہونگے قطع نظر اس بات کے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ان پیشگوئیوں کا زندہ ثبوت دینے والا موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بطور نشان کھڑا کیا۔ اور پیشگوئیوں کا ایک عظیم الشان نشان مجھے دیا۔ تا میں ان لوگوں کو جو حقائق سے بے بہرہ اور معرفت الٰہی سے بے نصیب ہیں۔ روز روشن کی طرح دکھا دوں کہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کیسے مستقل اور دائمی ہیں +

کیا بنی اسرائیل کے لقیہ یہود یا حضرت مسیح علیہ السلام کو خداوند خداوند پکارنے والے عیسائیوں میں کوئی ہے جو ان نشانات میں میرا مقابلہ کرے۔ میں پکار کر کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں۔ ایک بھی نہیں۔

پھر یہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتداری معجزہ نمائی کی قوت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ مسلم مسئلہ ہے کہ نبی متبوع کے معجزات ہی وہ معجزات کہلاتے ہیں جو اس کے کسی متبع کے ہاتھ پر سرزد ہوں۔ پس جو نشانات خوارق عادات مجھے دیئے گئے ہیں۔ جو پیشگوئیوں کا عظیم الشان نشان مجھے عطا ہوا ہے۔ یہ دراصل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زندہ معجزات ہیں۔ اور کسی دوسرے ہی کے متبع کو یہ آج فخر نہیں ہے۔ کہ وہ اس طرح پر دعوت کر کے ظاہر کر دے کہ وہ بھی اپنے اندر اپنے نبی متبوع کی قدسی قوت کی وجہ سے خوارق دکھا سکتا ہے۔ یہ فخر صرف اسلام کو ہے۔ اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ رسول ابدالآباد کے لئے صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔ جن کے نفوس طیبہ اور قوت قدسیہ کے طفیل سے ہر زمانہ میں ایک مرد خدا خدا نمائی کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔

غرض بات تو یہ تھی کہ اسی دعا میں نبیوں کے کمالات سے حصہ لینے کی بھی دعا ہے۔ کیونکہ منعم علیہ گروہ میں سب کا سردار انبیاء علیہم السلام کا گروہ ہے۔ اور ان کے کمالات میں سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ ان پر غیب کی باتیں جن کو پیشگوئیاں بھی کہتے ہیں ظاہر کی جاتی ہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اس دعا میں درحقیقت پیشگوئیاں مانگنے کی دعا نہیں ہے بلکہ اس مرتبہ کے حصول ہی کی دعا ہے جہاں ہو کر پیشگوئی کرتا ہے۔ پیشگوئی کا مقام اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ درجہ کے قرب کے بدوں ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ یہ وہ مقام ہوتا ہے۔ جہاں وہ ماینطق عن الھوٰی کا مصداق ہوتا ہے۔ اور یہ درجہ تب ملتا ہے جب دنیٰ فتدلّٰی کے مقام پر پہونچے جب تک ظلی طور پر اپنی انسانیت کی چادر کو پھینک کر الوہیت کی چادر کے نیچے اپنے آپ کو نہ چھپائے یہ مقام اسے کب مل سکتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں بعض سلوک کی منزلوں سے ناواقف صوفیوں نے آکر ٹھوکر کھائی ہے اور اپنے آپ کو وہ خدا سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور ان کی اس ٹھوکر سے خطرناک غلطی پھیلی ہے۔ جس نے بہتوں کو ہلاک کر ڈالا۔ اور وہ وحدت وجود کا مسئلہ ہے۔ جس کی حقیقت سے یہ لوگ ناواقف محض ہوتے ہیں۔

میرا مطلب صرف اسیقدر ہے کہ میں تمہیں یہ بتاؤں کہ ماینطق عن الھوٰی کے درجہ پر جب تک انسان نہ پہونچے اسوقت تک اسے پیشگوئی کی قوت نہیں مل سکتی اور یہ درجہ اسوقت حاصل ہوتا ہے جبکہ انسان قرب الٰہی حاصل کرے۔ قرب الٰہی کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ پر عمل ہو۔ کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کی صفات کو ملحوظ خاطر رکھ کر ان کی عزت نہ کرے گا۔ اور ان کا پرتو اپنی حالت اور اخلاق سے نہ دکھائے۔ وہ خدا کے حضور کیوں کر جا سکتا ہے مثلاً خدا کی ایک صفت قدوس ہے۔ پھر ایک ناپاک غلیظ ہر قسم کے فسق و فجور کی ناپاکی میں مبتلا انسان اللہ تعالیٰ کے حضور کیونکر جا سکتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ سے تعلق کیونکر پیدا کر سکتا ہے

(الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۱ء)

غرض اس دعا میں اول منعم علیہ کے کمال مراتب کے حصول کی دعا ہے۔ پس جب تک انسان اپنے اندرونی سلسلہ خیالات کو چھوڑ کر انا الموجود کی آواز نہ سنتے دعاؤں میں لگا رہے۔ یہ کمال تام کا درجہ

نکاح شیخ محمد حیات صاحب پراچہ تاجر پشمینہ کلکتہ کا نکاح خان بہادر غلام محمد خان صاحب کی صاحبزادی خورشید بیگم سے ایک ہزار روپے مہر پر ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو حضرت اقدس نے پڑھا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو برکت دے۔ (الحکم)

ہوتا ہے۔ پھر دوسرا مرتبہ صدیق کا ہے۔ صدق کامل اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک توبۃ النصوح کے ساتھ صدق کو نہ کھینچے۔ قرآن کریم تمام صداقتوں کا مجموعہ اور صدق تام ہے۔ جب تک خود صادق نہ بنے صدق کے کمال مراتب سے کیونکر واقف ہو سکتا ہے صدیق کے مرتبہ پر قرآن کریم کی معرفت اور اس سے محبت اس کے نکات و حقائق پر اطلاع ملتی ہے چونکہ کذب کذب کو کھینچتا ہے۔ اس لئے کبھی بھی کاذب قرآنی معارف اور حقائق سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ لا یمسہ الا المطہرون فرمایا گیا ہے۔

پھر تیسرا مرتبہ شہید کا ہے۔ عام لوگوں نے شہید کے معنی یہی سمجھ رکھے ہیں کہ جو شخص لڑائی میں مارا گیا اور دریا میں ڈوب گیا یا وبا میں مر گیا وغیرہ مگر میں کہتا ہوں کہ اسی پر اکتفا کرنا۔ اور اسی حد تک اس کو محدود رکھنا مومن کی شان سے بعید ہے۔ شہید اصل میں وہ شخص ہوتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ سے استقامت اور سکینت کی قوت پاتا ہے۔ اور کوئی زلزلہ اور حادثہ اس کو متغیر نہیں کر سکتا۔ وہ مصیبتوں اور مشکلات میں سینہ سپر رہتا ہے یہاں تک کہ اگر محض خدا تعالیٰ کے لئے اس کو جان بھی دینی پڑے تو خوق العادت استقلال اس کو ملتا ہے۔ اور وہ بدوں کسی قسم کا رنج یا حسرت محسوس کئے اپنا سر رکھ دیتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ بار بار مجھے زندگی ملے اور بار بار اس کو اللہ کی راہ میں دوں۔ ایک ایسی لذت اور سرور اس کی روح میں ہوتا ہے کہ ہر تلوار جو اس کے بدن پر پڑتی ہے۔ اور ہر ضرب جو اس کو پیس ڈالے اس کو پہنچتی ہے۔ وہ اس کو ایک نئی زندگی۔ نئی مسرت اور تازگی عطا کرتی ہے۔ یہ ہیں شہید کے معنی۔

پھر یہ لفظ شہد سے بھی نکلا ہے عبادت شاقہ جو لوگ برداشت کرتے ہیں۔ اور خدا کی راہ میں ہر ایک تلخی اور کدورت کو جھیلتے ہیں۔ اور جھیلنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں وہ شہد کی طرح ایک شیرینی اور حلاوت پاتے ہیں۔ اور جیسے شہد فیہ شفاء للناس کا مصداق ہے۔ یہ لوگ بھی ایک تریاق ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت میں آنے والے بہت سے امراض سے نجات پاتے ہیں اور پھر شہید اس درجہ اور مقام کا نام بھی ہے جہاں انسان اپنے کام میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے یا کم از کم خدا کو دیکھتا ہوا یقین کرتا ہے اس کا نام احسان بھی ہے

چوتھا درجہ صالحین کا ہے جن کو مواد ردیہ سے صاف کر دیا گیا ہے۔ ان کے قلوب صاف ہو گئے ہیں۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب تک مواد ردیہ دور نہ ہوں اور سوء مزاج رہے۔ تو مزہ زبان تک کا بھی بگڑ جاتا ہے۔ تلخ معلوم دیتا ہے۔ اور جب بدن میں پوری صلاحیت اور اصلاح ہو اس وقت ہر ایک شے کا اصل مزہ معلوم ہوتا ہے۔ اور طبیعت میں ایک قسم کی لذت اور سرور اور چستی اور چالاکی پائی جاتی ہے اسی طرح پر جب انسان گناہ کی ناپاکی میں مبتلا ہوتا ہے اور روح کا قوام بگڑ جاتا ہے۔ پھر روحانی قوتیں

کمزور ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ طبیعت میں ایک گھبراہٹ اور پریشانی پائی جاتی ہے۔ لیکن جب مواد ردیہ جو گناہ کی زندگی سے پیدا ہوئے تھے توبۃ النصوح کے ذریعہ خارج ہونے لگیں۔ تو روح میں وہ اضطراب اور بے چینی کم ہونے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ آخر ایک سکون اور تسلی ملتی ہے پہلے جو گناہ کی طرف قدم اٹھانے میں راحت محسوس ہوتی تھی۔ اور پھر اسی فعل میں جو نفس کی خواہش کا نتیجہ ہوتا تھا۔ اور جھکنے میں خوشی ہوتی تھی۔ اسطرف جھکتے ہوئے دکھ اور رنج معلوم ہوتا ہے۔ روح پر ایک لرزہ پڑ جاتا ہے۔ اگر اس تاریک زندگی کا وہم یا تصور بھی آ جاتے۔ اور پھر عبادات میں ایک لطف۔ ذوق۔ جوش اور شوق پیدا ہونے لگتا ہے۔ روحانی قوی جو گناہ آمیز زندگی سے مردہ ہو چلے تھے۔ ان کا نشوونما شروع ہوتا ہے اور اخلاقی طاقتیں اپنا ظہور کرتی ہیں۔ یہ چار چیزیں ہیں جن کے لئے ہر انسان دنیا میں مامور کیا گیا ہے اور اس کے حصول کے لئے دعا ہی ایک زبردست ذریعہ ہے۔ اور ہم کو موقع دیا گیا ہے کہ پانچ وقت ان مراتب کو مانگیں۔ لیکن ایک سوال اور مشکل ہے کہ اگرچہ ادعونی استجب لکم فرمایا۔ اور کہا گیا ہے اجیب دعوۃ الداع اذا دعان اور قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور بہت ہی قریب ہے لیکن اگر خدا کی صفات اور اسماء کا لحاظ نہ کیا جائے اور دعا کی جائے۔ تو وہ کچھ بھی اثر نہیں رکھتی۔ صرف اس ایک راز کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ معلوم نہ کرنے کی وجہ سے دنیا ہلاک ہو رہی ہے میں نے بہت لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ ہم نے بہت دعائیں کیں۔ اور ان کا نتیجہ کچھ نہیں ہوا۔ اور اس نتیجہ نے ان کو دہریہ بنا دیا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہر امر کے لئے کچھ قواعد اور قوانین ہوتے ہیں۔ ایسا ہی دعا کے واسطے بھی قواعد اور قوانین مقرر ہیں یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی اس کا باعث یہی ہے کہ وہ ان قواعد اور مراتب کا لحاظ نہیں رکھتے۔ جو قبولیت دعا کے واسطے ضروری ہیں اللہ تعالیٰ نے جب ایک لانظیر اور بیش بہا خزانہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک اس کو پا سکتا ہے۔ اور لے سکتا ہے .... کیونکہ یہ کبھی بھی جائز نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو قادر خدا مان کر یہ تجویز کریں کہ جو کچھ اس نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ اور جو ہمیں دکھایا ہے۔ یہ محض سراب اور دھوکا ہے ایسا وہم بھی انسان کو ہلاک کر سکتا ہے نہیں بلکہ ہر ایک اس خزانہ کو لے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی کمی نہیں ہے وہ ہر ایک کو یہ خزانے دے سکتا ہے۔ اور پھر اس میں کمی نہیں آ سکتی۔

غرض وہ تو ہم کو نبوت کے کمالات تک دینے کو تیار ہے لیکن ہم اس کے لینے کی بھی سعی کریں۔ پس یاد رکھو کہ یہ شیطانی وسوسہ اور دھوکا ہے۔ جو اس پیرایہ میں دیا جاکر کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ اصل یہی ہے کہ وہ دعا قبولیت کے آداب اور اسباب سے خالی محض ہے۔ پھر آسمان کے دروازے اس کے لئے نہیں کھلتے۔ سنو قرآن شریف نے کیا کہا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین۔ اللہ تو متقیوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ جو لوگ متقی نہیں ہیں ان کی دعائیں قبولیت کے لباس سے ننگی ہیں ہاں ہاں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمانیت ان لوگوں کی پرورش میں اپنا کام کر رہی ہے۔ دعاؤں کی قبولیت کا فیض ان لوگوں کو ملتا ہے۔ جو متقی ہوتے ہیں۔ اب میں بتاؤں گا کہ متقی کون ہوتے ہیں مگر ابھی میں ایک اور شبہ کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگ جو متقی ہوتے ہیں بظاہر ان کی بعض دعائیں ان کے حسب منشاء پوری نہیں ہوتیں ہیں۔ یہ کیوں ہوتا ہے؟ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ان لوگوں کی کوئی بھی دعا درحقیقت ضائع نہیں جاتی۔ لیکن چونکہ انسان عالم الغیب نہیں ہے۔ اور وہ نہیں جانتا کہ اس دعا کے نتائج اس کے حق میں کیا اثر پیدا کرنے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کمال شفقت اور مہربانی سے اس دعا کو اپنے بندہ کے لئے اس صورت میں منتقل کر دیتا ہے جو اس کے واسطے مفید اور نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ جیسے ایک نادان بچہ سانپ کو ایک نرم اور خوبصورت شے سمجھ کر پکڑنے کی جرأت کرے۔ یا آگ کو روشن دیکھ کر اپنی ماں سے مانگ بیٹھے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ماں خواہ وہ کیسی ہی نادان سے نادان بھی کیوں نہ ہو کبھی پسند کرے گی کہ اس کا بچہ سانپ کو پکڑ لے۔ یا اپنی خواہش کے مطابق آگ کا ایک روشن کوئلہ اس کے ہاتھ پر رکھ دے؟ ہرگز نہیں کیونکہ وہ جانتی ہے کہ یہ اس کی زندگی کو گزند پہنچائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب اور عالم الکل ہے۔ اور مہربان ماں سے بھی زیادہ رحیم و کریم ہے۔ اور ماں کے دل میں بھی یہ رأفت اور محبت اسی نے ڈالی ہے وہ کیونکر گوارا کر سکتا ہے کہ اگر اس کا عزیز بندہ اپنی کمزوری اور غلطی اور ناواقفی کی وجہ سے کسی ایسی چیز کے لئے دعا کر بیٹھے جو اس کے حق میں مضرت بخش ہے تو وہ اس کو نعوذ باللہ منظور کرے نہیں بلکہ وہ اس کو رد کر دیتا ہے اور اس کے بجائے اس سے بہتر اس کو عطا کرتا ہے۔ اور وہ یقیناً سمجھ لیتا کہ یہ میری فلاں دعا کا اثر اور نتیجہ ہے اپنی غلطی پر بھی اس کو اطلاع ملتی ہے۔ غرض یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ متقیوں کی بعض دعا قبول نہیں ہوتی ہے۔ ہاں اگر وہ اپنی کمزوری اور نادانی کی وجہ سے کوئی ایسی دعا کر بیٹھیں۔ جو ان کے لئے عمدہ نتائج پیدا کرنے والی نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس دعا کے بدلے ان کو وہ چیز عطا کرتا ہے۔ جو ان کی شے مطلوبہ کا نعم البدل ہو۔

اب اس کے بعد پھر میں اصل مطلب کی طرف آتا ہوں۔ اور بتاتا ہوں کہ متقی کون ہوتے ہیں؟

(باقی آئندہ)

حضرت میر مہدی حسین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے مخلص صحابہ میں سے تھے ۹؍اکتوبر ۱۹۳۱ء کو ایران کی طرف اپنے اخراجات پر تبلیغ کے لئے روانہ ہو گئے اسٹیشن پر ان کے احباب اور مخلص کا خاصہ اجتماع تھا۔ دعا ہے کہ خدا ان کو کامیاب کرے (مقبول مہتمم)